مولانا عبدالقیوم حقانی

شذرات

- ★ قادیانیوں کا صد سالہ جشنِ تشکر
- ★ سلمان رشدی، جناب خمینی، پس منظر اور پیش منظر
- ★ واخان، کو آغا خانی ریاست بنانے کا خطرناک منصوبہ

قادیانیوں کا صد سالہ جشنِ تشکر

پاکستان میں مغرب کی لادین جمہوریت کی بحالی اور نئے سیاسی انقلاب کے بعد جہاں الحاد، زندقہ، دہریت اور فتنہ و فساد کے دسیوں دیگر انواع کے احیاء اور اسلام پر یلغار کا کام تیز ہو گیا ہے وہاں سارقین ختم نبوت، گستاخانِ رسول ﷺ ناسورِ انسانیت اور عجمی اسرائیل" فتنہ قادیانیت" میں بھی زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی اور اس نے پھر سے ناموسِ رسالت ﷺ سے تمسخر و استہزا اور مسلمان ملت سے غداری اور اپنے آقایانِ ولی نعمت کی خوشنودی اور وفاداری کی نئی راہیں اور نئے حربے اختیار کرنا شروع کر دئیے ہیں۔ اخبارات کی اطلاع کے مطابق "قادیانی جماعت ٢٣ مارچ سے برطانیہ، پاکستان، بھارت اور دنیا کے دوسرے ١١٧ ممالک میں اپنے قیام کی صد سالہ سالگرہ" صد سالہ جشنِ تشکر" کے نام سے منعقد کر رہی ہے۔ پھر سال بھر اسی عنوان سے تمام دنیا میں اجلاس منعقد کئے جائیں گے وجہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد نے لدھیانہ (بھارت) میں ٢٣ مارچ ١٨٨٩ء کو اپنی جماعت کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ جماعت کا دعویٰ ہے کہ اس کے ١٢٠ ممالک میں ایک کروڑ سے زائد پیروکار ہیں۔ مجوزہ صد سالہ جشن کی تقریبات کا مرکز برطانیہ ہوگا۔ لیکن پاکستان اور دوسرے ممالک میں بھی جماعت کے زیرِ اہتمام یہ تقریبات ہوں گی۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ١۵ فروری ٨٩ء)

قادیانیوں کی "تازہ ترین سرگرمیاں اور برطانیہ میں" صد سالہ جشن تشکر" کا اہتمام اور کروڑوں پیروکاروں کے دعوے اور یہودی پریس کا بھرپور پروپیگنڈہ اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ مرزا طاہر اپنے آقایانِ ولی نعمت کے اشارے سے پاکستان پر سیاسی دباؤ ڈال کر اپنے وجود و بقا، اپنی تحریک کی ترویج اور ارتقاء اور ملک میں فتنہ و فساد اور امت میں پھر سے افتراق و انتشار کا کوئی نیا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔

اس سے قبل مرزا طاہر نے مشاہیر علماء امت کے نام مباہلے کا چیلنج دے کر شاطرانہ چال چلی اور پریس میں سستی شہرت حاصل کی اور اب یہودیوں کی خطرناک سازش اور پس پردہ ان ہی کی منصوبہ بندی کا مہرہ بن کر پھر سے بساط پر حرکت شروع کر دی ہے۔ مرزا طاہر جو کچھ کر رہے ہیں اپنے پیش رووں کی طرح یہودیوں کے ایماء پر کر رہے ہیں۔

قادیانیت کا وجود ہی برطانوی سرکار کا مرہون منت ہے۔ انگریزوں نے اس جماعت کو اپنے استعماری مقاصد کے لئے جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ مرزا غلام احمد کی خودساختہ نبوت نے انگریزی حکومت کی مضطربانہ خواہش پر "تنسیخ جہاد" کو "ربانی سند" مہیا کی۔ مرزائیوں کے لئے تو دنیائے اسلام کا وجود "دائرہ اسلام" خارج رہا۔ قادیانی ہمیشہ ملک کے اندر اور باہر انگریزی حکومت کے آلہ کار ثابت ہوئے۔ سی آئی ڈی کے اہلکار رہے۔ بظاہر مسلمان کہلا کر مسلمان حکومتوں اور مسلمان امت کو دھوکہ دیتے رہے۔ جنگ عظیم میں برطانوی استعمار کی جاسوسی کرتے رہے اور اب بھی برطانوی مہرے کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے لے کر تا ہنوز مسلمانوں پر اس برعظیم کے اندر اور اس سے باہر ایشیا اور افریقہ میں آزمائش اور ابتلا کے بڑے بڑے دور آئے لیکن مرزائیوں کا وظیفہ نبوت اور وظیفہ خلافت انگریزوں کی خدمت گذاری رہا۔ ان کی پوری تاریخ مسلمانوں کے بارے میں دسیسہ کاری کا ایک المیہ ہے۔

اس حقیقت کا انکار ناممکن ہے کہ مرزائی امت برطانوی استعمار کی داشتہ رہی اور اس نے اپنے نبی اور خلیفہ کے آڑ میں انگریزوں کے مقاصد اور مصالح کی پشتیبانی کا فرض ادا کیا۔ انگریزوں کو اپنے استعمار کی خدمت گذاری اور اپنے موقف کی وفاداری کے لئے بہترین سپاہی اور بدترین جاسوس قادیانیت کی سرزمین ہی سے ملے۔ مسلمانوں کی وحدت کو تاراج کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کو اٹھایا گیا۔ مرزا نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نقب لگا کر ایک استعماری امت پیدا کی۔ اس امت نے دنیائے اسلام میں انگریزوں کی جاسوسی کے لئے برگ و بار پیدا کئے۔ برصغیر کی پوری تاریخ میں قادیانی امت ہی وہ واحد جماعت ہے جس نے انگریزوں کی غلامی کا جواز پیدا کیا اور اس کی خاطر اتنے شرمناک کارنامے انجام دئے کہ اس عظیم غداری کی مثال نہیں ملتی ہے۔

مرزا طاہر احمد اب کی تازہ ترین صورت حال اور پاکستانی سیاسیات میں اپنی وہی حیثیت یاور کرانا چاہتے ہیں جو پاکستان میں متعدد دینی تحریکوں کی ہے۔ کروڑوں پیروکاروں کا دعوے دار، مباہلے کے چیلنج کی طرح اس قسم کے مذموم عزائم میں ناکام رہے گا۔ اگر ان کے پیروکاروں کی تعداد سکھوں جتنی بھی ہو جاتی تو وہ مسلمانوں سے اسی طرح الگ ہو جاتے جس طرح سکھ حقوق کے مسئلے میں ہندوؤں سے الگ ہو کر اپنی منزل کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔

باقی رہی "صد سالہ جشن تشکر" کی وجہ انعقاد ــ آخر یہ کیوں اور کس لئے؟ کہیں پاکستان میں ناپاک سیاسی عزائم یا اکھنڈ بھارت کے منصوبوں کی تکمیل کا نشانہ تو نہیں؟ آخر سو سال میں تحریک قادیانیت نے انسانیت کو کیا دیا؟ اصلاح اور تجدید کا کونسا کارنامہ انجام دیا؟ پوری صدی کے اس پر شور اور ہنگامہ خیز مدت کا حاصل کیا رہا؟ مرزا غلام احمد کے وسیع اور مہیب کتب خانہ کا خلاصہ اور ماحصل کیا ہے؟ قادیانیت واقعۃً بھی

کوئی تحریک ہے یا انگریز بہادر کی ہاتھ چھڑی اور جیب کی گھڑی؟

آپ ایک جائزہ لیں اور پس منظر میں حالات کا تجزیہ کریں۔ تحریک قادیانیت کا جس زمانہ میں آغاز ہوا اس زمانہ میں یورپ نے عالم اسلام بالخصوص ہندوستان پر یلغار اور مغربی افکار کی یورش کر دی تھی۔ ان کا آزاد نظام تعلیم اور تہذیب، الحاد اور نفس پرستی سے معمور تھی۔ مسلمان معاشرہ مختلف دینی اور اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ جاہلیت کی گرفت مضبوط تھی۔ برطانوی حکومت اور مادہ پرست تہذیب کے اثر سے مسلمانوں میں ایک خطرناک اجتماعی انتشار اور افسوسناک اخلاقی زوال رونما ہو چکا تھا۔ اہلکاران حکومت سے مرعوبیت، ذہنی غلامی ذلت کی حد تک مسلط تھی۔ عوام اور محنت کش طبقہ دین کے مبادی اور اولیات سے ناواقف تھا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ اسلام کے اساسی تعلیمات تک سے بے خبر تھا۔ مسلمانوں کو دین جدید نہیں، ایمان جدید کی ضرورت تھی۔ ایسے نازک وقت میں مرزا غلام احمد اپنی دعوت اور تحریک کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے حقیقی مسائل اور مشکلات سے قطع نظر اپنی تمام ذہنی صلاحیتیں اور علم و قلم کی طاقت صرف ایک ہی مسئلہ پر مرکوز کر دیتے ہیں یعنی "وفات مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ" اور اس سے جو وقت بچتا ہے وہ حرمت جہاد اور حکومت وقت کی وفاداری کے نذر ہو جاتا ہے۔ ان کی تمام تر مساعی، تصانیف، جدوجہد اور تمام دلچسپیوں کا مرکز مسلمانوں سے نبرد آزمائی اور معرکہ آرائی بن جاتا ہے۔ انہوں نے نئی نبوت کا علم بلند کیا۔ منکرین کی تکفیر کی اور عالم اسلام میں بلا ضرورت ایک ایسا انتشار اور ایک ایسی نئی تقسیم پیدا کر دی۔ جس نے مسلمانوں کے مشکلات میں ایک نیا اضافہ اور عصر رواں کے مسائل میں ایک نئی پیچیدگی پیدا کر دی۔ سوائے انتشار و افتراق امت، تکفیر مسلم یا انگریزوں سے وفاداری کی پاسداری کے قادیانی نبی یا قادیانی امت کے پاس کوئی ایسا نظام، پیغام یا حل نہیں ہے جو انسانی تمدن کے لئے جو سخت موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے کوئی نجات کا لائحہ عمل دے سکے ۔ اس نے غیر مسلم ممالک میں کوئی انقلابی کارنامہ نہیں انجام دیا اس کی جدوجہد کا تمام تر میدان مسلمانوں کے اندر رہے اور نبی امی ﷺ کی امت کو ہی ڈستے رہنا ہے۔

البتہ قادیانی تحریک کے بانی یا اس کے خلفاء کو اگر کسی چیز میں کامیاب قرار دیا جا سکتا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے اپنے خاندان اور ورثاء کے لئے سر آغا خان کے اسلاف کی طرح پیش گوئیوں کی ایک مسند اور ایک دینی ریاست پیدا کر دی ہے جس کے اندر ان کو روحانی سیادت اور مادی عیش و عشرت حاصل ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سو سال تک اس تحریک کی بقا و احیاء کا سہرا مرزا غلام احمد قادیانی یا ان کے خلفاء کے سر نہیں بلکہ استعماری قوتوں کے سر ہے۔ اگر برطانیہ سرکار کی پشت پناہی، یہودی استعمار کی حمایت اور لادین حکومتوں کی سرپرستیاں اسے حاصل نہ ہوتیں۔ تو یہ تحریک جس کی بنیاد زیادہ تر الہامات پر ہے خوابوں اور تاویلات

پر ہے۔ یا بے کیف اور بے مغز نکتہ آفرینیوں پر ہے۔ جس کے پاس عصر حاضر کے لئے کوئی نیا اخلاقی یا روحانی پیغام اور مسائل حاضرہ کو حل کرنے کے لئے کوئی مجتہدانہ مقام نہیں ہے۔ کبھی بھی اتنی مدت زندہ نہیں رہ سکتی تھی" صد سالہ جشن تشکر، کب منایا جا سکتا تھا ـــــ مگر مسلمانوں نے اسلام سے غفلت برتی تو قادیانیت ایک ذہنی طاعون کی طرح ان پر مسلط کر دی گئی اور اب ۲۳ مارچ کا جشن بھی امت میں پھر سے نئے سرے سے فتنہ و فساد پھیلانے اور مسلمانوں میں دینی حس کو بیخ و بن سے اکھیڑنے، سیاسی غلبہ اور انتشار و افتراق کا مستقل بیج بونے کے پیش منظر میں منعقد کیا جا رہا ہے جو عالم اسلام، بالخصوص حکومت پاکستان تمام رہنمایان قوم، دینی اور جملہ مکاتب فکر کی مذہبی قیادت کے لئے ایک چیلنج سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

افراد ملت آج بھی زندگی، قوت، حوصلہ، ہمت بلکہ برق و شرر سے بھرپور ہیں۔ ہر وقت اپنے جذبۂ قربانی اور جذبۂ ایمانی کا مظاہرہ کرنے کے لئے مضطرب اور بے تاب ہیں مگر قیادت کا فقدان ہے۔ مرکز وحدت ناپید ہے موجودہ حالات میں خالص اسلامی پیغام و دعوت، اور خالص اسلامی انقلاب اور فرق باطلہ کا بھرپور تعاقب قوم کی صلاحیت اور بقا و ترقی کی قوت اور فتح کا استحقاق ایک ایسا دشوار ترین سنگین اور پیچیدہ مسئلہ ہے جو خالص مغربی طرز سیاست اور لادین مغربی جمہوریت کے نسخوں سے حل نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ مغربی طرز فکر کو مستعار لے کر اس کے تن مردہ میں نئی روح ڈالی جا سکتی ہے۔ بڑے فکر و تدبر، گہری سوچ، دور اندیشی اور خالص انقلابی سطح کے مضبوط اور مربوط لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔

سلمان رشدی، جناب خمینی، پس منظر اور پیش منظر

دنیائے انسانیت کا رسوا اور بدترین فرد گستاخ اور شاتم رسولؐ "سلمان رشدی" کا شیطانی ناول "سٹینک ورسز" پوری مسلم امت کے لئے ایک مسئلہ، ایک چیلنج، غیرت و حمیت کی انگیخت کا ذریعہ، اور اگر عالمی اور قومی راہنما چاہیں تو عشق اور محبت رسولؐ کے مرکزی نقطۂ وحدت پر پوری امت کے باہمی اعتماد اور ملی اتحاد کا وسیلہ بھی بن سکتا ہے ع

یہ دینی جذبات اور محبت رسولؐ ہی ہے جس نے پاکستان سمیت مختلف ممالک میں مسلمانوں کو گولیوں کے سامنے سینہ تاننے اور قربان ہو جانے کا حوصلہ دیا۔ تاہم سانحہ اسلام آباد میں حکومت پاکستان کا کردار ظالمانہ، وحشیانہ بہیمانہ، شرمناک اور ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے اور یہ کوئی خلاف توقع امر بھی نہیں اور اس سلسلہ میں ہمیں کل بھی کوئی غلط فہمی نہیں تھی اور آج بھی ہم اسے ایک انہونی یا نئی بات سمجھ کر مصنوعی حیرت و استعجاب